ہدایتُ القرآن (۱۷)

مولانا محمد تقی امینیؔ

قوم بنی اسرائیل کی احسان فراموشی و گمراہی

گذشتہ سے پیوستہ

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ... لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا اُس کے بعد تم نے بچھڑا بنالیا حالانکہ تم ظالم تھے پھر اس کے بعد ہی ہم نے معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔

ہونے والے نبیؑ اور رسولؑ کو زمین میں رہتے ہوئے اور انسانی خصوصیتیں برقرار رکھتے ہوئے دوسرے عالم سے تعلق جوڑنا پڑتا ہے وہ عالم اس دنیا سے مختلف ہوتا ہے وہ غیر مادّی ہے اور یہ دنیا مادی ہے اس بناء پر ہر نبیؑ اور رسولؑ کو پہلے ایک خاص قسم کی روحانی تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ دوسرے عالم سے فیض حاصل کرنے اور ہدایت لینے کے قابل بن سکے۔

یہ چالیس دن رات (قمری حساب سے دن شام سے شروع ہوتا ہے غالباً اس بناء پر چالیس دن کے بجائے چالیس راتیں کہی گئیں) اسی تربیت کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ ہوا یہ کہ جب بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے ظلم سے نجات ملی اور ان کو آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع ملا۔ تو ان کو دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے قانون و اخلاق اور طریقہ زندگی سب ہی کی ضرورت تھی اللہ نے اس کا انتظام یہ کیا کہ حضرت موسیٰؑ کو پہلے طور پہاڑ پر بلا کر گوشۂ تنہائی میں ان کی تربیت کی وہاں قیام کی مدت تین دن تھی پھر تربیت کی مصلحت سے دس دن اور بڑھا دیئے گئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طُور پر تشریف لے جانے کے بعد بنی اسرائیل نے میدان کو خالی دیکھا تو بچھڑا کی مورتی بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی۔ کافی عرصہ تک بنی اسرائیل مصر میں رہے تھے ان میں گائے پرستی اور بت پرستی کا رواج تھا سمندر پار ہونے کے بعد بھی انہوں نے لوگوں کو بت پرستی کرتے ہوئے پایا تھا ان میں دم ہی کتنا تھا کہ گردو پیش کی دنیا سے اوپر اٹھ کر اپنے لئے نئی راہ تلاش کرتے اور نئی منزل کی طرف سفر کرتے مصریوں اور فلسطینیوں میں جو کچھ ہوتے دیکھا بس اسی کو اختیار کر لیا اور اتنا بھی صبر نہ کر سکے کہ حضرت موسیٰ طور پہاڑ سے واپس آجائیں۔

گردو پیش کی دنیا (ماحول) سے متأثر ہونا کوئی نئی بات نہیں قومیں ہمیشہ ایک دوسرے سے متأثر ہوتی

ہیں لیکن وہ قوم جو عرصہ تک پستی کی حالت میں زندگی گزار چکی ہو وہ کس طرح متاثر ہوتی ہے اس کا ذکر بنی اسرائیل کے اس واقعہ میں ہے کہ وہ دوسری قوموں سے صرف رسم و رواج اور چند اوپری باتوں ہی کو نہیں قبول کرتی بلکہ ان باتوں کو بھی قبول کر لیتی ہے جن کا تعلق عقیدہ و عمل کی بنیاد پر ہے اور جن پر قومی اور ملّی وجود قائم ہوتا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ایسی قوم جو عرصہ تک پستی کی حالت میں رہتی ہے اس کی زندگی کی قوتوں میں بہت کمی آ جاتی ہے وہ نہایت جذباتی اور بے صبری بن جاتی ہے اس میں انتظار اور برداشت کی طاقت کمزور پڑ جاتی ہے آگے کی پائدار تعمیر کی اس کو فکر نہیں ہوتی ہے اور حال کے وقتی فائدہ کو سب کچھ سمجھ لیتی ہے اور پھر بہت جلد اس فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے اپنے کو بیچ دینے پر آمادہ ہو جاتی ہے ایسی حالت میں اس کی اصلاح اور اس کی زندگی میں انقلاب لانے کا کام بے حد مشکل ہوتا ہے ہر وقت اس کے دل کی حرکت پر نظر رکھنے اس کا "بلڈ پریشر" چیک کرتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے

وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ تا ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور فیصلہ کی قوت (فرقان) دی تاکہ تم پر ہدایت کی راہ کھل جائے[1] اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ میری قوم بیشک تم نے بچھڑا بنا کر اپنے ہاتھوں اپنے کو تباہ کیا تو تم اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور بچھڑا کی پرستش کے بدلہ اپنی جانوں کو قتل کرو تمہارے لئے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک یہی بہتر ہے بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے ۵۴

[1] اللہ نے فرعون کی غلامی سے آزادی کے بعد بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے حضرت موسیٰ کو کتاب (تورات) دی جس میں قانون اخلاق اور طریقہ زندگی سبھی کچھ تھے اور فیصلہ کی قوت دی جیسکی زندگی کے اتار چڑھاؤ کو سمجھنے کے لئے ان کمیوں سے واقف ہونے کے لئے جو غلامی اور پستی کے زمانہ میں پیدا ہو گئی تھیں اور پھر ان سب کے پیش نظر ان کی تربیت کا پروگرام طے کرنے کے لئے بڑی شدید ضرورت تھی۔

فرقان (فیصلہ کی قوت) کا خاص طور سے اس بناء پر ذکر کیا کہ بنی اسرائیل میں قوت فیصلہ کی بڑی کمی تھی جیسا کہ آگے گائے ذبح کرنے کا واقعہ آرہا ہے جس میں ان کے سوالات سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً اس کا رنگ کیسا ہو اس کی عمر کیا ہو جوان ہو یا بوڑھی ہو زمین جوتنے یا سیراب کرنے کا کام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو۔ اسی طرح ان کی زندگی کے دوسرے واقعات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں قوتِ فیصلہ کی بڑی کمی تھی۔

ے بنی اسرائیل کو دنیا جہان میں جو بلند و بر تر مقام عطا ہونے والا تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی دنیا جہان والوں پر فضیلتؔ اس کی مناسبت سے تربیت ضروری تھی۔ ظاہر ہے کہ تربیت کا زمانہ سخت ہوتا ہے اس میں بڑی آزمائشیں ہوتی ہیں اور سخت قسم کے قوانین سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ قوانین اگرچہ عارضی ہوتے ہیں لیکن تربیت کے کورس میں ان کے بغیر چارہ نہیں ہوتا ہے اس بلند و بر تر مقام کے لئے جس قسم کی تربیت ضروری ہوتی ہے اس کو سمجھنے میں صحابہ کرامؓ کی مکی زندگی سے مدد ملے گی۔ تربیت کے پروگرام کا ایک حصہ اضطراری یعنی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے جس سے چار و ناچار گزرنا پڑتا ہے اور ایک حصہ اختیاری ہوتا ہے یعنی اس کا حکم دیا جاتا ہے جس میں کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اس کو کئے بغیر تربیت کی بات نہیں پوری ہوتی ہے۔ بچھڑے کی پرستش کے بدلہ جانوں کو مارنے کا حکم اختیاری تھا اور یہ جانچنے کے لئے تھا کہ لوگوں کو اپنے فعل پر واقعی شرمندگی ہے یا صرف زبانی شرمندگی ہے۔ اگر صرف زبانی توبہ کو کافی سمجھا جاتا اور عملی توبہ کی یہ شکل نہ تجویز کی جاتی تو ایک طرف اندرونی زندگی میں وہ تبدیلی نہ ہوتی جو اس سے مقصود تھی اور دوسری طرف توبہ کی اہمیت گھٹ جاتی۔ جس قوم کو اللہ نے ایسے معجزانہ انداز میں چند ہی دن پہلے سمندر سے پار کیا اور اس کے دشمن کو نیست و نابود کر دیا وہی قوم قدرت کے فیصلہ کی سیاہی خشک ہونے سے پہلے بغاوت و سرکشی پر اتر آئی ظاہر ہے کہ اس کے زبانی توبہ کی کیا حیثیت ہو گی؟ پھر ایسا نہیں ہوا بچھڑے کی پرستش کرنے والے تمام لوگوں کو ان لوگوں نے قتل کیا ہو۔ جنہوں نے پرستش نہیں کی تھی بلکہ کچھ لوگوں کے قتل کے بعد جب اندازہ ہو گیا کہ واقعی ان کو اپنے فعل پر شرمندگی ہے تو بقیہ لوگوں کو اللہ نے معاف کر دیا اور ان کی توبہ قبول کر لی جس کا ذکر اوپر کی آیت ثُمَّ عَفَوْنَا (پھر ہم نے معاف کر دیا) میں اور اس آیت فَتَابَ عَلَيْكُمْ (اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی) میں موجود ہے۔

قتل کا یہ واقعہ تورات میں ہے بنی اسرائیل کی تاریخ میں مشہور ہے مفسرین نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں اس کا ذکر کیا ہے، اس کے باوجود قتل کو اصلی معنی سے ہٹا کر اس کے معنی ریاضت و مجاہدہ یا نفس کشی کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے جیسا کہ نئے زمانہ کے بعض مفسرین نے کہا ہے۔

اصل غلطی قومی و جماعتی زندگی اور اس کے تربیتی پروگرام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ طبیعت کی سختی و نرمی سمجھ کی بلندی و پستی اور عقل میں کمی و بیشی کے لحاظ سے پہلی قوموں کو بالکل ویسا ہی سمجھ لیا جاتا ہے جیسا کہ آج کی قومیں ہیں پھر ان کی مناسبت سے جو تربیتی پروگرام تجویز ہوتا ہے آج کی قوموں کے وہ مناسب نہیں نظر آتا ہے تو اس کا انکار کر دیا جاتا ہے اور پھر عذر و معذرت کی وہ روش اختیار کی جاتی ہے جس سے خود اپنی پستی اور اپنے ذہن و فکر کے زوال کا پتہ چلتا ہے۔ ☆ ☆

ہیں لیکن وہ قوم جو عرصہ تک پستی کی حالت میں زندگی گزار چکی ہو وہ کس طرح متاثر ہوتی ہے اس کا ذکر بنی اسرائیل کے اس واقعہ میں ہے کہ وہ دوسری قوموں سے صرف رسم و رواج اور چند اوپری باتوں ہی کو نہیں قبول کرتی بلکہ ان باتوں کو بھی قبول کر لیتی ہے جن کا تعلق عقیدہ و عمل کی بنیاد پر ہے اور جن پر قومی اور ملّی وجود قائم ہوتا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ایسی قوم جو عرصہ تک پستی کی حالت میں رہتی ہے اس کی زندگی کی قوتوں میں بہت کمی آ جاتی ہے وہ نہایت جذباتی اور بے صبری بن جاتی ہے اس میں انتظار اور برداشت کی طاقت کمزور پڑ جاتی ہے آگے کی پائدار تعمیر کی اس کو فکر نہیں ہوتی ہے اور حال کے وقتی فائدہ کو سب کچھ سمجھ لیتی ہے اور پھر بہت جلد اس فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے اپنے کو بیچ دینے پر آمادہ ہو جاتی ہے ایسی حالت میں اس کی اصلاح اور اس کی زندگی میں انقلاب لانے کا کام بے حد مشکل ہوتا ہے ہر وقت اس کے دل کی حرکت پر نظر رکھنے اس کا "بلڈ پریشر" چک کرتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے

وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ تا هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور فیصلہ کی قوت (فرقان) دی تاکہ تم پر ہدایت کی راہ کھل جائے[۱] اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ میری قوم بیشک تم نے بچھڑا بنا کر اپنے ہاتھوں اپنے کو تباہ کیا تو تم اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور بچھڑا کی پرستش کے بدلہ اپنی جانوں کو قتل کرو تمہارے لئے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک یہی بہتر ہے بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے [۲]

[۱] اللہ نے فرعون کی غلامی سے آزادی کے بعد بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے حضرت موسیٰ کو کتاب (تورات) دی جس میں قانون اخلاق اور طریقہ زندگی بھی کچھ تھے اور فیصلہ کی قوت دی جیسکی زندگی کے اتار چڑھاؤ کو سمجھنے کے لئے ان کمیوں سے واقف ہونے کے لئے جو غلامی اور پستی کے زمانہ میں پیدا ہو گئی تھیں اور پھر ان سب کے پیش نظر ان کی تربیت کا پروگرام طے کرنے کے لئے بڑی شدید ضرورت تھی۔

فرقان (فیصلہ کی قوت) کا خاص طور سے اس بناء پر ذکر کیا کہ بنی اسرائیل میں قوت فیصلہ کی بڑی کمی تھی جیسا کہ آگے گائے ذبح کرنے کا واقعہ آ رہا ہے جس میں ان کے سوالات سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً اس کا رنگ کیسا ہو اس کی عمر کیا ہو جوان ہو یا بوڑھی ہو زمین جوتنے یا سیراب کرنے کا کام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو۔ اسی طرح ان کی زندگی کے دوسرے واقعات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں قوتِ فیصلہ کی بڑی کمی تھی۔